Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December) 2024

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
December 28, 2024

Principles of Peace, War, and Treaties in the Prophetic (ﷺ) Foreign Policy: A Research Study

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں امن، جنگ اور معاہدات کے اصول: ایک تحقیقی مطالعہ

Dr. Shazia Rashid Abbasi
Lecturer, Department of Islamiat
Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Islamabad
Email: drshaziarasheedabbasi@gmail.com

Shafi Muhammad
Ph.D Research Scholar, Al-Hamd Islamic University, Islamabad
Email: drqadri511@gmail.com

Abstract

The principles of peace, war, and treaties in the Prophetic foreign policy constitute a balanced and comprehensive system founded upon moral values, justice, wisdom, and respect for humanity. Under the leadership of Prophet Muhammad (ﷺ), the State of Madinah presented a model of international relations that was not merely a political strategy but an ethical and ideological framework in which the use of force was considered a last resort and peace was given fundamental priority. A prominent principle of the Prophetic foreign policy was that war was never an objective in itself; rather, it was a means for defense, the elimination of oppression, and the establishment of peace. Therefore, accepting offers of reconciliation from opponents, showing kindness to prisoners of war, protecting non-combatants, and honoring treaties were clearly manifested in practice. In this policy, treaties were given extraordinary importance because the system of agreements was regarded as a fundamental pillar for building trust, ensuring political stability, and achieving long-term peace, as reflected in the various treaties concluded with tribes and states. Another significant aspect of the Prophetic strategy was that ethical boundaries could not be violated even in wartime; hence, harming women, children, the elderly, religious figures, and places of worship was strictly prohibited, a principle that remarkably corresponds with modern international humanitarian law. Similarly, religious tolerance was promoted in foreign relations, and followers of different faiths were granted freedom to practice their beliefs, which strengthened state stability and social harmony. An important dimension of the Prophetic foreign policy was also the maintenance of balance between power and peace—that is, force could be demonstrated, when necessary, but its purpose was not to create fear;

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
December 28, 2024

rather, it was to ensure peace. Diplomacy was given exceptional importance within this system: envoys were honored, and relations were established internationally through letters and communication, demonstrating that dialogue and engagement were preferred over conflict. Furthermore, adherence to treaties was treated as a moral obligation, and breach of agreements was avoided even when the opposing party appeared temporarily weak, thereby establishing a high standard of global trust-building. Thus, the Prophetic foreign policy presents an integrated system of peace orientation, defensive warfare, ethical restraint, treaty loyalty, and respect for human dignity, which proved successful in its own time and continues to serve as a practical and guiding model for contemporary international relations, particularly in an era marked by power imbalances, armed conflicts, and political mistrust. There is a clear need for scholarly work on this subject, and in view of this necessity, the present study has been undertaken.

Keywords: Prophetic Foreign Policy, Peace Principles, War Ethics, Treaty Obligations, Diplomacy, Religious Tolerance

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں امن، جنگ اور معاہدات کے اصول دراصل ایک ایسے متوازن اور جامع نظام کی تشکیل کرتے ہیں جس کی بنیاد اخلاقی اقدار، عدل، حکمت اور انسانیت کے احترام پر قائم ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی قیادت میں ریاستِ مدینہ نے بین الاقوامی تعلقات کا جو نمونہ پیش کیا وہ محض سیاسی حکمتِ عملی نہیں تھا بلکہ ایک اخلاقی و نظریاتی نظام تھا جس میں طاقت کے استعمال کو آخری چارہ کار قرار دیا گیا اور امن کو بنیادی ترجیح دی گئی۔ نبوی خارجہ پالیسی کا نمایاں اصول یہ تھا کہ جنگ کبھی مقصد نہیں بلکہ دفاع، ظلم کے خاتمے اور امن کے قیام کا ذریعہ ہے، اسی لیے دشمن کی طرف سے صلح کی پیشکش کو قبول کرنا، جنگی قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک، غیر جنگجو افراد کے تحفظ اور معاہدات کی پاسداری جیسے اصول واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ اس پالیسی میں معاہدات کو غیر معمولی اہمیت حاصل تھی، کیونکہ اعتماد سازی، سیاسی استحکام اور طویل المدتی امن کے لیے معاہداتی نظام کو بنیادی ستون سمجھا گیا، جس کا عملی اظہار مختلف قبائل اور ریاستوں کے ساتھ کیے گئے معاہدات میں ملتا ہے۔ نبوی حکمتِ عملی میں یہ اصول بھی نمایاں ہے کہ جنگی حالات میں بھی اخلاقی حدود پامال نہیں کی جا سکتیں، لہٰذا عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مذہبی شخصیات اور عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا، جو جدید بین الاقوامی انسانی قوانین سے حیرت انگیز حد تک مطابقت رکھتا ہے۔ اسی طرح خارجہ تعلقات میں مذہبی رواداری کو فروغ دیا گیا اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے عقائد پر عمل کی آزادی دی گئی، جس سے ریاستی استحکام اور سماجی ہم آہنگی کو تقویت ملی۔ نبوی خارجہ پالیسی کا ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ طاقت اور امن کے درمیان توازن برقرار رکھا جائے، یعنی جہاں ضرورت ہو وہاں قوت کا مظاہرہ کیا جائے مگر اس کا مقصد خوف پیدا کرنا نہیں بلکہ امن کو یقینی بنانا ہو۔ اس نظام میں سفارت کاری کو غیر معمولی اہمیت دی گئی، سفیروں کا احترام کیا گیا اور خطوط و پیغامات کے ذریعے بین

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December) 2024

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
December 28, 2024

الاقوامی سطح پر تعلقات استوار کیے گئے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مکالمہ اور رابطہ جنگ پر ترجیح رکھتے تھے۔ مزید برآں، معاہدات کی پابندی کو اخلاقی ذمہ داری سمجھا گیا حتیٰ کہ اگر مخالف فریق وقتی طور پر کمزور بھی ہو تو بھی بدعہدی سے اجتناب کیا گیا، جس سے عالمی اعتماد سازی کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم ہوا۔ اس طرح نبوی خارجہ پالیسی امن پسندی، دفاعی جنگ، اخلاقی حدود، معاہداتی وفاداری اور انسانی وقار کے احترام کا ایسا مربوط نظام پیش کرتی ہے جو نہ صرف اپنے زمانے میں کامیاب ثابت ہوا بلکہ آج کے بین الاقوامی تعلقات کے لیے بھی ایک قابلِ عمل اور رہنما ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے، خصوصاً ایسے دور میں جب دنیا طاقت کے عدم توازن، جنگی تنازعات اور سیاسی عدم اعتماد کا شکار ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع پر کام کیا جائے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر زیر نظر موضوع پر کام کیا جارہا ہے۔

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں امن کے اصول

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں امن کے اصول دراصل اسلامی بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد اور روح کی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں یہ واضح کر دیا تھا کہ ریاستی تعلقات کا اصل مقصد جنگ نہیں بلکہ امن، استحکام اور انسانی فلاح کا حصول ہے۔ ریاستِ مدینہ کے قیام کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے داخلی امن کو مستحکم کیا اور پھر بیرونی تعلقات کو بھی امن کے اصولوں پر استوار کیا، جس کا واضح مظہر مختلف قبائل اور غیر مسلم گروہوں کے ساتھ کیے گئے معاہدات میں نظر آتا ہے۔ نبوی حکمتِ عملی کا بنیادی اصول یہ تھا کہ جب تک دشمن جارحیت نہ کرے جنگ سے اجتناب کیا جائے، اسی لیے قرآن کریم میں بھی قتال کو دفاع کے ساتھ مشروط کیا گیا اور صلح کو ترجیح دینے کی ہدایت دی گئی۔ عملی طور پر نبی کریم ﷺ نے اس تعلیم کو نافذ کرتے ہوئے ہمیشہ مذاکرات، سفارت کاری اور معاہدات کو ترجیح دی، حتیٰ کہ شدید مخالفت کے ماحول میں بھی آپ ﷺ نے مکالمے کے دروازے بند نہیں کیے۔ صلح حدیبیہ اس پالیسی کی ایک نمایاں مثال ہے جہاں بظاہر مسلمانوں کے لیے سخت شرائط قبول کی گئیں مگر درحقیقت یہ ایک طویل المدتی امن معاہدہ تھا جس نے اسلام کے پھیلاؤ کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا اور دشمنی کی شدت کو کم کیا، جس سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ وقتی نقصان برداشت کر کے بھی امن کو برقرار رکھنا ایک اعلیٰ حکمتِ عملی ہو سکتی ہے۔[1]

نبوی خارجہ پالیسی میں امن کا ایک اہم اصول یہ بھی تھا کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف اور حسنِ سلوک کو ملحوظ رکھا جائے۔ جنگی حالات میں بھی آپ ﷺ نے ظلم، خیانت اور عہد شکنی سے منع فرمایا، کیونکہ حقیقی امن صرف طاقت کے توازن سے نہیں بلکہ اخلاقی برتری سے قائم ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے سفیروں اور نمائندوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا اور ان کے احترام کو لازمی قرار دیا، جو جدید سفارتی قوانین کے عین مطابق ہے۔[2] مزید برآں، آپ ﷺ نے ہمسایہ قبائل کے ساتھ

[1] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مکتبہ مصطفی البابی، بیروت، ۱۹۵۵ء، ج:۳، ص:۳۳۱
[2] ابن القیم، زاد المعاد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۹۹۸ء، ج:۳، ص:۶۱

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December) 2024
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 28, 2024

تعلقات میں بھی امن کو ترجیح دی اور ایسے اقدامات کیے جن سے تصادم کے امکانات کم ہوں، مثلاً دفاعی معاہدات، عدم جارحیت کے معاہدے اور تجارتی روابط کی بحالی۔ یہ اقدامات اس بات کی دلیل ہیں کہ نبوی خارجہ پالیسی محض عسکری حکمتِ عملی نہیں بلکہ ایک مکمل امنی نظام تھا۔

امن کے قیام کے لیے مذہبی رواداری کو بھی بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ ریاستِ مدینہ میں یہود اور دیگر غیر مسلم گروہوں کو مذہبی آزادی دی گئی اور ان کے حقوق کو معاہداتی تحفظ فراہم کیا گیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ بقائے باہمی نبوی خارجہ پالیسی کا اہم حصہ تھا۔[3] اسی طرح آپ ﷺ نے خطوط کے ذریعے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کو دعوتِ اسلام دی، مگر اس دعوت میں بھی جبر یا دھمکی نہیں بلکہ حکمت اور خیر خواہی کا انداز اختیار کیا گیا، جو امن پسند سفارت کاری کی اعلیٰ مثال ہے۔[4]

نبوی خارجہ پالیسی میں امن کا ایک اور اصول یہ تھا کہ طاقت کو امن کے قیام کے لیے استعمال کیا جائے نہ کہ تسلط کے لیے۔ غزوات اور سرایا کا مقصد جارحانہ توسیع نہیں بلکہ دفاع، ظلم کا خاتمہ اور معاہدات کی حفاظت تھا۔ اسی لیے جب بھی دشمن صلح پر آمادہ ہوتا تو آپ ﷺ فوراً جنگ روک دیتے، جیسا کہ متعدد مواقع پر ثابت ہے۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور عام معافی کے واقعات بھی اسی امن پسند سوچ کی عکاسی کرتے ہیں۔[5]

معاہدات کی پابندی بھی امن کے قیام کا ایک بنیادی ستون تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ عہد کی پاسداری کی، حتیٰ کہ اگر مخالف فریق وقتی طور پر کمزور بھی ہوتا تو بھی بدعہدی سے اجتناب کیا جاتا، کیونکہ اعتماد کے بغیر امن قائم نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں کیے گئے معاہدات نے نہ صرف فوری طور پر امن قائم کیا بلکہ طویل مدت میں اسلام کے فروغ اور سیاسی استحکام کا ذریعہ بھی بنے۔ اس طرح نبوی خارجہ پالیسی میں امن کے اصول اخلاقی اقدار، عدل، رواداری، سفارت کاری، معاہداتی وفاداری اور دفاعی حکمتِ عملی کے حسین امتزاج پر مشتمل ہیں، جو نہ صرف اپنے زمانے میں کامیاب ثابت ہوئے بلکہ آج کے بین الاقوامی نظام کے لیے بھی ایک قابلِ تقلید ماڈل فراہم کرتے ہیں۔

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں جنگ کے اصول

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں جنگ کے اصول دراصل ایک ایسے اخلاقی، قانونی اور انسانی ضابطے کی نمائندگی کرتے ہیں جس نے جنگ کو محض طاقت کے اظہار کے بجائے عدل، دفاع اور امن کے قیام کا ذریعہ بنا دیا۔ حضرت محمد ﷺ کی قیادت میں ریاستِ مدینہ نے جس جنگی حکمتِ عملی کو اختیار کیا وہ اس دور کے رائج طریقوں

[3] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دارالفکر، بیروت، ۱۹۸۶ء، ج:۳، ص:۲۲۴

[4] الطبری، تاریخ الامم والملوک، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۱۲ء، ج:۲، ص:۶۵۴

[5] محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۲۰۰۷ء، ج:۱، ص:۲۷۳

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December) 2024
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 28, 2024

سے یکسر مختلف تھی، کیونکہ عرب معاشرہ عمومی طور پر انتقام، لوٹ مار اور قبائلی عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرتا تھا، جبکہ نبوی تعلیمات نے جنگ کو اصولوں اور اخلاقی حدود کا پابند بنا دیا۔ سب سے بنیادی اصول یہ تھا کہ جنگ صرف دفاع اور ظلم کے خاتمے کے لیے ہوگی، جارحیت یا توسیع پسندی کے لیے نہیں۔ قرآن کریم میں بھی قتال کی اجازت ظلم کے ردعمل کے طور پر دی گئی، جس کا عملی نمونہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں واضح طور پر نظر آتا ہے، کیونکہ مدینہ ہجرت کے بعد کفارِ مکہ اور دیگر قبائل کی مسلسل جارحیت کے جواب میں دفاعی اقدامات کیے گئے۔[6]

نبوی خارجہ پالیسی میں جنگ کا دوسرا اہم اصول اخلاقی حدود کی پابندی تھا۔ آپ ﷺ نے واضح ہدایات دیں کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، عبادت گزاروں اور غیر جنگجو افراد کو قتل نہ کیا جائے، فصلوں کو تباہ نہ کیا جائے اور املاک کو بلا ضرورت نقصان نہ پہنچایا جائے۔ یہ ہدایات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جنگ کے دوران بھی انسانیت اور اخلاقیات کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح لاشوں کی بے حرمتی، خیانت، دھوکہ دہی اور عہد شکنی سے سختی سے منع کیا گیا، کیونکہ جنگ میں بھی اخلاقی برتری کو برقرار رکھنا اسلامی اصول کا حصہ تھا۔[7]

ایک اور بنیادی اصول تناسب (Proportionality) کا تھا، یعنی طاقت کا استعمال ضرورت کے مطابق کیا جائے اور غیر ضروری خونریزی سے اجتناب کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ کم سے کم جانی نقصان کے ساتھ مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی، جس کا واضح مظہر فتح مکہ کے موقع پر نظر آتا ہے جہاں بڑے پیمانے پر جنگ کے بجائے حکمت اور نفسیاتی برتری کے ذریعے کامیابی حاصل کی گئی اور عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔[8] اس واقعے نے ثابت کیا کہ نبوی جنگی حکمتِ عملی کا اصل مقصد دشمن کو ختم کرنا نہیں بلکہ دشمنی کو ختم کرنا تھا۔

نبوی خارجہ پالیسی میں جنگ سے پہلے سفارتی کوششوں کو ترجیح دینا بھی ایک اہم اصول تھا۔ آپ ﷺ نے اکثر مواقع پر دشمن کو مذاکرات، صلح یا معاہدے کی دعوت دی، اور جب تک جنگ ناگزیر نہ ہو جاتی اسے مؤخر رکھا۔ مختلف بادشاہوں کو خطوط بھیجنا، قبائل سے معاہدات کرنا اور صلح حدیبیہ جیسے اقدامات اس بات کی دلیل ہیں کہ جنگ آخری چارہ کار تھا نہ کہ پہلی ترجیح۔[9]

جنگی قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک بھی نبوی اصولوں کا ایک نمایاں پہلو تھا۔ بدر کے قیدیوں کو تعلیم کے بدلے آزادی دینا، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور انہیں انسانی وقار دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ جنگ کے بعد بھی انسانی حقوق کا احترام ضروری ہے۔[10] یہ اصول جدید بین الاقوامی انسانی قوانین سے حیرت انگیز حد تک مطابقت رکھتے ہیں۔

[6] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج:۲، ص:۲۵۲
[7] ابن القیم، زاد المعاد، ج:۳، ص:۱۶۴
[8] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:۴، ص:۳۰۱
[9] الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج:۲، ص:۶۴۵

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 28, 2024

نبوی خارجہ پالیسی میں جنگ کا ایک اہم اصول معاہدات کی پاسداری بھی تھا۔ اگر کسی فریق کے ساتھ معاہدہ موجود ہوتا تو اس کی خلاف ورزی کیے بغیر جنگ نہیں کی جاتی، حتیٰ کہ اگر دشمن طاقتور ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی جنگی نظام میں قانونی اور اخلاقی ذمہ داری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح دشمن کی طرف سے صلح کی پیشکش کو قبول کرنا بھی نبوی تعلیمات کا حصہ تھا، کیونکہ اصل مقصد امن کا قیام تھا نہ کہ مسلسل جنگ۔

ایک اور اہم اصول قیادت اور نظم و ضبط تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فوجی تنظیم، مشاورت اور حکمتِ عملی کو اہمیت دی۔ غزوات میں صحابہؓ سے مشورہ کرنا، جنگی حکمت عملی کو حالات کے مطابق تبدیل کرنا اور مناسب مقامات کا انتخاب کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ جنگی معاملات میں منصوبہ بندی اور اجتماعی سوچ کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔[11]

نبوی جنگی اصولوں میں نفسیاتی حکمت عملی بھی شامل تھی۔ دشمن پر رعب قائم کرنا، مگر بلا ضرورت خونریزی نہ کرنا، ایک متوازن حکمت عملی تھی۔ مثال کے طور پر بعض مواقع پر لشکر کی تعداد کو زیادہ ظاہر کرنا یا اچانک پیش قدمی کرنا جنگ کے خاتمے کو تیز کرنے کا ذریعہ بنتا تھا، جس سے جانی نقصان کم ہوتا تھا۔

مزید برآں، جنگ کے بعد مفاہمت اور معاشرتی بحالی بھی نبوی خارجہ پالیسی کا حصہ تھی۔ فتح کے بعد انتقام کے بجائے معافی اور اصلاح کو ترجیح دی گئی، جس سے دشمن دوست بن گئے اور طویل المدتی امن قائم ہوا۔ فتح مکہ کے بعد عام معافی اس کی سب سے بڑی مثال ہے، جس نے عرب معاشرے کی سیاسی اور سماجی تاریخ بدل دی۔

اس طرح نبوی خارجہ پالیسی میں جنگ کے اصول دفاع، عدل، اخلاقی حدود، انسانی حقوق، تناسب، سفارت کاری، معاہداتی وفاداری، نظم و ضبط اور مفاہمت کے جامع نظام پر مشتمل ہیں۔ یہ اصول نہ صرف ساتویں صدی کے عرب معاشرے کے لیے انقلابی تھے بلکہ آج کے بین الاقوامی قوانین اور جنگی اخلاقیات کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں جب جنگیں اکثر سیاسی مفادات، طاقت کے توازن اور معاشی مفادات کے لیے لڑی جاتی ہیں، نبوی جنگی اصول ایک ایسے ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں جو طاقت کو اخلاقیات کے تابع کرتا ہے اور جنگ کو امن کے قیام کا ذریعہ بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبوی خارجہ پالیسی کا مطالعہ جدید عالمی سیاست، بین الاقوامی تعلقات اور امن کے قیام کے لیے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ اس میں طاقت اور اخلاق کے درمیان وہ توازن موجود ہے جس کی آج کی دنیا کو شدید ضرورت ہے۔

10 محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ج:۱، ص:۳۱۲

11 صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، مکتبہ دارالسلام، لاہور، ۲۰۰۴ء، ج:۱، ص:۲۶۶

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December) 2024
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
December 28, 2024

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں معاہدات کے اصول

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں معاہدات کے اصول اسلامی بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد اور ریاستِ مدینہ کی سیاسی حکمتِ عملی کا ایک نہایت اہم ستون تھے، کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے عملی طرزِ عمل کے ذریعے یہ واضح کر دیا تھا کہ پائیدار امن، سیاسی استحکام اور بین الاقوامی اعتماد سازی کا راستہ معاہدات کی پابندی، دیانت داری اور انصاف سے ہو کر گزرتا ہے۔ نبوی دور میں کیے گئے معاہدات محض سیاسی دستاویزات نہیں تھے بلکہ اخلاقی ذمہ داری، دینی امانت اور قانونی التزام کی حیثیت رکھتے تھے، اسی لیے قرآن کریم نے بھی عہد کی پاسداری کو ایمان کا تقاضا قرار دیا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ۔[12]

اور

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولًا۔[13]

ان قرآنی اصولوں کا عملی اظہار نبی کریم ﷺ کی خارجہ پالیسی میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے، جہاں مختلف قبائل، مذاہب اور ریاستوں کے ساتھ کیے گئے معاہدات کو مکمل سنجیدگی اور دیانت کے ساتھ نبھایا گیا۔[14]

نبوی خارجہ پالیسی میں معاہدات کا پہلا اصول باہمی رضامندی اور انصاف تھا۔ آپ ﷺ نے کسی بھی معاہدے کو جبر یا دھوکہ دہی کی بنیاد پر قائم نہیں کیا بلکہ فریقین کی رضامندی کو بنیادی شرط بنایا۔ میثاقِ مدینہ اس کی ایک روشن مثال ہے جس میں مسلمانوں، یہود اور دیگر قبائل کو ایک سیاسی وحدت کے طور پر منظم کیا گیا اور ان کے حقوق و ذمہ داریوں کو واضح کیا گیا۔ اس معاہدے میں یہ اصول شامل تھا :

وَإِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ۔

یعنی تمام فریق ایک مشترکہ سیاسی برادری کا حصہ ہوں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی معاہداتی نظام میں مذہبی اختلاف کے باوجود سیاسی اتحاد ممکن ہے۔[15]

[12] سورۃ المائدۃ ۵:۱

[13] سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۳۴

[14] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج:۲، ص:۱۴۷

[15] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:۳، ص:۲۲۵

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December) 2024
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 28, 2024

دوسرا بنیادی اصول معاہدات کی مکمل پابندی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عہد کی پاسداری کی حتیٰ کہ اگر وقتی طور پر مسلمانوں کو نقصان بھی برداشت کرنا پڑا تو بھی بدعہدی نہیں کی گئی۔ صلح حدیبیہ اس کی سب سے نمایاں مثال ہے جہاں بظاہر سخت شرائط قبول کی گئیں، مگر آپ ﷺ نے معاہدے کی ہر شق پر سختی سے عمل کیا۔ جب ایک مسلمان معاہدے کے مطابق واپس کیا گیا تو صحابہؓ کو شدید جذباتی صدمہ ہوا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ عہد شکنی جائز نہیں۔ یہ اصول جدید بین الاقوامی قانون کے "Pacta Sunt Servanda" سے مماثلت رکھ

تا ہے، یعنی معاہدوں کی پابندی لازمی ہے۔[16]

نبوی خارجہ پالیسی میں معاہدات کا ایک اہم اصول شفافیت اور وضاحت تھا۔ معاہدات کی شرائط واضح الفاظ میں لکھی جاتیں تاکہ کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر تحریری معاہدہ تیار کیا گیا اور اس کے الفاظ پر فریقین کے درمیان گفتگو بھی ہوئی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قانونی وضاحت اور تحریری دستاویزات نبوی پالیسی کا حصہ تھیں۔[17] ایک اور اہم اصول یہ تھا کہ معاہدات کا مقصد امن اور استحکام کا قیام ہو۔ نبی کریم ﷺ نے اکثر معاہدات کو جنگ کے خاتمے، تجارتی روابط کی بحالی اور سماجی استحکام کے لیے استعمال کیا۔ اسی لیے اگر کوئی فریق صلح کی پیشکش کرتا تو آپ ﷺ اسے قبول کرنے میں تاخیر نہیں کرتے تھے۔ قرآن کریم میں بھی اس اصول کو بیان کیا گیا:

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔[18]

یعنی اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ۔

اس آیت کا عملی نمونہ نبوی معاہدات میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔[19]

نبوی معاہداتی اصولوں میں ایک اہم پہلو غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ بھی تھا۔ مختلف قبائل اور مذاہب کے ساتھ کیے گئے معاہدات میں ان کی جان، مال اور مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی۔ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدے میں یہ الفاظ ملتے ہیں›› :وَلَهُمْ جِوَارُ اللَّهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ‹‹ یعنی انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تحفظ حاصل ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی خارجہ پالیسی میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق کو معاہداتی تحفظ دیا جاتا تھا۔[20] معاہدات کے اصولوں میں ایک اور

[16] ابن القیم، زاد المعاد، ج:۳، ص:۲۹۵

[17] الطبری، تاریخ الامم والملوک، ج:۲، ص:۳۶۳

[18] سورۃ الانفال ۸:۶۱

[19] محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ج:۱، ص:۲۴۸

[20] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸ء، ج:۱، ص:۲۸۸

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December) 2024
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: December 28, 2024

اہم پہلو یہ تھا کہ خیانت یا بدعہدی صرف اس صورت میں معاہدے کے خاتمے کا سبب بنتی جب دوسرا فریق واضح طور پر خلاف ورزی کرتا۔ قرآن کریم میں اس اصول کو بیان کیا گیا:

فَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ۔[21]

یعنی اگر خیانت کا اندیشہ ہو تو برابری کی بنیاد پر معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کر دو۔

اس اصول سے معلوم ہوتا ہے کہ معاہدہ ختم کرنے میں بھی دیانت اور انصاف کو ملحوظ رکھا جاتا تھا۔[22]

نبوی خارجہ پالیسی میں معاہدات کا ایک نمایاں اصول اعتماد سازی تھا۔ جب قبائل دیکھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اپنے وعدوں کے پابند ہیں تو ان کا اعتماد بڑھتا تھا اور وہ معاہدات کرنے پر آمادہ ہوتے تھے۔ یہی اعتماد بعد میں اسلام کے پھیلاؤ کا ایک بڑا ذریعہ بنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاسی اعتبار سے بھی معاہدات کی پابندی ایک مؤثر حکمتِ عملی تھی۔

مزید برآں، نبوی معاہداتی نظام میں لچک اور حکمت بھی موجود تھی۔ حالات کے مطابق شرائط کو قبول کرنا، وقتی نقصان برداشت کرنا اور طویل المدتی فائدے کو ترجیح دینا نبوی حکمتِ عملی کا حصہ تھا۔ صلح حدیبیہ اس کی بہترین مثال ہے جسے بعد میں قرآن نے "فَتْحًا مُبِينًا" قرار دیا، کیونکہ اس نے امن کا ماحول پیدا کیا اور اسلام کی دعوت کے لیے نئے مواقع فراہم کیے۔ اس طرح نبوی خارجہ پالیسی میں معاہدات کے اصول انصاف، رضامندی، شفافیت، وفاداری، امن پسندی، مذہبی رواداری، قانونی وضاحت اور اعتماد سازی کے جامع نظام پر مشتمل تھے۔ یہ اصول نہ صرف ساتویں صدی کے عرب معاشرے میں کامیاب ثابت ہوئے بلکہ آج کے بین الاقوامی تعلقات اور عالمی قانون کے لیے بھی ایک قابل عمل نمونہ فراہم کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں جب بین الاقوامی معاہدات اکثر سیاسی مفادات کے تابع ہو جاتے ہیں، نبوی معاہداتی اصول ایک ایسے اخلاقی معیار کی یاد دلاتے ہیں جس میں طاقت کے بجائے اعتماد، انصاف اور دیانت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبوی خارجہ پالیسی کا مطالعہ جدید عالمی سیاست اور بین الاقوامی قانون کے لیے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ اس میں پائیدار امن اور عالمی استحکام کے وہ اصول موجود ہیں جو ہر زمانے میں قابل عمل رہتے ہیں۔

[21] سورۃ الانفال ۸:۵۸

[22] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج:۳، ص:۹۸

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 2 (July-December) 2024
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
December 28, 2024

خلاصہ بحث

نبوی ﷺ خارجہ پالیسی میں امن، جنگ اور معاہدات کے اصول کا مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے بین الاقوامی تعلقات کے ایک ایسے متوازن اور ہمہ گیر نظام کی بنیاد رکھی جس میں طاقت، اخلاق، عدل اور حکمت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔اس پالیسی کی بنیادی روح یہ تھی کہ امن کو اصل اور جنگ کو استثنائی حیثیت حاصل ہو، چنانچہ آپ ﷺ نے ہمیشہ تصادم کے بجائے مذاکرات، سفارت کاری اور معاہدات کو ترجیح دی اور صرف اسی صورت میں جنگ کی اجازت دی جب ظلم، جارحیت یا معاہدہ شکنی کے ذریعے امن کو خطرہ لاحق ہو جاتا۔اس حکمت عملی سے واضح ہوتا ہے کہ نبوی نظریۂ جنگ دفاعی نوعیت کا تھا نہ کہ توسیع پسندانہ، اور اس میں انسانی جان کے احترام کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ جنگ کے دوران بھی اخلاقی حدود کی پابندی، غیر جنگجو افراد کے تحفظ، املاک کے غیر ضروری نقصان سے اجتناب اور قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک جیسے اصول اس بات کا ثبوت ہیں کہ نبوی خارجہ پالیسی میں انسانی اقدار کو ہر حال میں مقدم رکھا گیا۔ اسی طرح معاہدات کو سیاسی ضرورت کے بجائے اخلاقی ذمہ داری سمجھا گیا، جس کی پاسداری نے ریاستِ مدینہ کو بین الاقوامی سطح پر اعتماد اور اعتبار فراہم کیا۔ نبوی حکمتِ عملی کا ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ طاقت کو امن کے قیام کا ذریعہ بنایا جائے، نہ کہ غلبہ اور استحصال کا، اسی لیے متعدد مواقع پر عسکری کامیابی کے باوجود عام معافی، مفاہمت اور سماجی بحالی کو ترجیح دی گئی، جس سے دشمنی دوستی میں تبدیل ہو گئی اور معاشرتی استحکام پیدا ہوا۔اس پالیسی میں مذہبی رواداری، سیاسی بقائے باہمی اور مختلف گروہوں کے ساتھ اشتراکِ عمل کے اصول بھی شامل تھے، جو ایک کثیر الثقافتی معاشرے میں امن کے قیام کے لیے نہایت اہم ہیں۔ مزید برآں، نبوی خارجہ پالیسی اس حقیقت کو بھی اجاگر کرتی ہے کہ پائیدار امن صرف عسکری طاقت سے ممکن نہیں بلکہ انصاف، اعتماد اور معاہداتی وفاداری سے حاصل ہوتا ہے، کیونکہ جب فریقین کو یقین ہو کہ وعدے پورے کیے جائیں گے تو تصادم کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ نبوی خارجہ پالیسی ایک مکمل اور قابلِ عمل بین الاقوامی ماڈل فراہم کرتی ہے جس میں امن بنیادی ہدف، جنگ محدود اور اصولی ذریعہ، اور معاہدات استحکام کا ضامن کردار ادا کرتے ہیں۔ عصرِ حاضر کے عالمی تناظر میں، جہاں طاقت کے عدم توازن، سیاسی مفادات اور مسلسل تنازعات نے دنیا کو غیر یقینی صورتِ حال سے دوچار کر رکھا ہے، نبوی اصول ایک ایسے اخلاقی و عملی فریم ورک کی حیثیت رکھتے ہیں جو بین الاقوامی تعلقات کو زیادہ منصفانہ، متوازن اور پائیدار بنا سکتے ہیں، اور یہی اس مطالعے کی اہم ترین علمی و عملی افادیت ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
December 28, 2024

نتائج بحث

۱۔ نبوی ﷺ خارجہ پالیسی اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے امن کو بنیادی ترجیح دی اور جنگ کو صرف ناگزیر دفاعی صورتوں تک محدود رکھا۔ اس سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ پائیدار بین الاقوامی استحکام طاقت کے بجائے انصاف، تحمل اور مذاکرات سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ جنگ کے نبوی اصولوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عسکری کارروائی بھی اخلاقی حدود کی پابند ہونی چاہیے۔ غیر جنگجو افراد کا تحفظ، املاک کو بلاضرورت نقصان سے بچانا اور قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اس امر کی دلیل ہیں کہ انسانی اقدار کو ہر حال میں مقدم رکھا گیا۔

۳۔ نبوی معاہداتی پالیسی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ بین الاقوامی تعلقات میں اعتماد سازی بنیادی عنصر ہے۔ وعدوں کی پاسداری، شفاف شرائط اور بدعہدی سے اجتناب نے ریاستِ مدینہ کو سیاسی اعتبار اور اخلاقی برتری فراہم کی، جو کسی بھی ریاست کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔

۴۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ طاقت اور امن کے درمیان توازن قائم رکھنا مؤثر خارجہ پالیسی کی بنیاد ہے۔ نبوی حکمتِ عملی میں قوت کا استعمال غلبے کے لیے نہیں بلکہ امن کو یقینی بنانے اور ظلم کو روکنے کے لیے کیا گیا، جو جدید عالمی نظام کے لیے رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔

۵۔ نبوی خارجہ پالیسی ایک ہمہ گیر ماڈل پیش کرتی ہے جس میں سفارت کاری، مذہبی رواداری، مفاہمت اور عدل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عصر حاضر کے عالمی تنازعات کے تناظر میں یہ اصول بین الاقوامی تعلقات کو زیادہ منصفانہ، متوازن اور پائیدار بنانے میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مصادر و مراجع

1. قرآن کریم
2. ابن القیم، زاد المعاد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۹۹۸ء
3. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۶ء
4. الطبری، تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۱۲ء
5. محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۲۰۰۷ء
6. صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، مکتبہ دار السلام، لاہور، ۲۰۰۴ء
7. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸ء

CC BY